## Abstract

### (A Study of Ibn Hazm's Writing and Descriptive Methodologies on Judaism in *"Al-Fisal fi al-Milal wa al-Ahwa' wa al-Nihal")*

Ibn Hazm's monumental and polemical nature work*, "Al-Fisal fi al-Milal wa al-Ahwa' wa al-Nihal"* serves as his introduction in the discipline of *Ilm-al-Kalam* (Muslim Dialectical Theology). The article is aimed at highlighting critical approach, logical style, comparative methodology, linguistic qualities and drawbacks of Ibn Hazm's writing about the belief system of five Jewish schisms. Ibn Hazm's objectives of writing on non-Islamic beliefs were to prove dominance of Islam as sole intact religion over all other religions. Being pioneer Muslim Comparative Religionist, he has developed proper canons for the narration as well as criticism at other religious traditions. The tract he has provided on Jews, is based upon the sources of reading from their religious books and meetings with Jewish scholars for intellectual discourses. Without any doubt his critical expressions are mostly harsh and order of book contents is difficult to consult due to less organized information.


**Key words:** Muslim Comparative Religion, criticism on Judaism, Al-Fisal, Muslim-Jewish polemics, Dialectical Theology

# "الفصل فی الملل والاہواء والنحل" میں یہودیت کے متعلق ابن حزم کی تحقیقات اور مناہجِ بیان - ایک تحقیقی مطالعہ

**ڈاکٹر عابد نعیم**[1]

**محمد مدثر شفیق**[2]

دیگر ادیان و مذاہب کے حوالے سے کلام کرنا اسلامی کلامی روایت کا ایک اہم حصہ رہا ہے۔ اس سلسلے کی ابتداء قرآن و حدیث سے ہوتی ہے۔ قرآن پاک نے سابقہ امم و ادیان کے معتقدات کا نا صرف بیان کیا ہے بلکہ ان میں پائے جانے والےموافق باسلام نظریات میں سے ایک مخصوص تعداد کو اسلام کے طور پر باقی بھی رکھا اور ان مذاہب میں موجود باطل نظریات پر علمی گرفت بھی کی ہے۔ذیل میں ہم ان متقدم مسلم علماء و مصنفین کا ذکر کر رہے ہیں کہ جنہوں نے علامہ ابن حزم اندلسی (م 456ھ/1064ء) سے قبل یہودیت کے نظریات کو اپنی تصانیف کا حصہ بنایا تھا ۔ ان کتب میں یہودیت کے نظریات پربعض مقامات پر مختصر اور بعض مقامات پر نسبتاً مفصل ابحاث ملتی ہیں:

ان تصانیف میں علامہ ابن ربن طبری ،ابو الحسن علی بن سہل (م 256ھ /870ء) کی کتاب، **الدين والدولة في إثبات نبوة النبّي محمد صلى الله عليه وسلم**، علامہ ابن قتیبہ دینوری ،ابو محمد عبد اللہ بن عبد المجید بن مسلم (م 276ھ /889ء) کی کتب، **عيون الأخبار، المعارف** اور **تأويل مختلف الحديث** ، علامہ یعقوبی ، ابو العباس احمد بن اسحاق بن جعفر بن وہب بن واضح(م 284ھ /897ء) کی تصانیف ، **تاريخ اليعقوبي (تاریخ ابن واضح )** اور **البلدان**، علامہ طبری ، ابو جعفر محمد بن جریر (م 310ھ /923ء) کے رشحات قلم الموسوم ، **تاريخ الطبري ( تاريخ الرسل والملوك)**، علامہ مسعودی ، ابوالحسن علی بن حصین ہذلی (م346 /967ء) کی مصنفہ کتب، **مروج الذهب و معادن الجوهر ( تاریخ المسعودی)** اور **التنبیہ والاشراف**، علامہ مقدسی ، مطہر

---

1 **اسسٹنٹ پروفیسر،شعبہ مطالعۂ مذاہب، ایف سی کالج یونیورسٹی، لاہور**

2 **وزٹنگ لیکچرر،نمل یونیورسٹی،ملتان کیمپس/پی ایچ ڈی سکالر،شعبہ عربی و علوم اسلامیہ،جی سی یونیورسٹی، لاہور**

بن طاهر (م 310ھ /923ء) کی کتاب، **البدء والتاریخ**، قاضی ابو بکر باقلانی ، محمد بن طیب بن محمد بن جعفر (م 402ھ /1013ء) کی کتاب، **تمهيد الأوائل وتلخيص الدلائل في الرد على الملحدة المعطلة والرافضة والخوارج والمعتزلة** اور علامہ بیرونی ، ابوریحان محمد بن احمد (م440 /1048ء) کی کتب، **کتاب الہند (تحقیق ما للہند من مقولۃ مقبولۃ فی العقل أو مرذولۃ)** اور **الآثار الباقية عن القرون الخالية** زیادہ اہمیت کی حامل ہیں۔[1]

**"الفصل فی الملل والاہواء والنحل" کا تعارف:**

علامہ ابن حزم کی جس تصنیف کو شہرۂ آفاق مقام حاصل ہوا وہ علم الکلام کے موضوعات پر مشتمل کتاب"الفصل فی الملل والاہواء والنحل"ہے۔ اس کتاب مىں مصنف نےمذاہب کے بیان میں یہ ترتیب ملحوظ رکھی ہے کہ دىگرالہامی مذاہب، ىہودىت اور عىسائىت نىز غىرالہامی مذاہب مثلاً ثنوىت، مجوسىت، مزدکىت، صابئیت، مانوىت، دىصانىت، مرقونىت ، برہمیت، مشرکىن اور فلسفیانہ گروہوں ، فلاسفہ، سوفسطائىہ، متناسخىن، ملاحدہ اور مادىىن وغیرہ کے اعتقادات و رسومات کا ذکر ابتداء کتاب میں اور اسلامی مسالک مثلاً اہل سنت والجماعت، خوارج، شىعہ، مرجئہ ، معتزلہ اور انکی معروف کلامی مباحث مثلاً صفاتِ باری تعالیٰ کا بىان، عصمتِ انبىاء کا مسلمہ اسلامی عقىدہ اور اس کے بارے مىں پھىلائے جانے والے شبہات کی پر زور تردىد، مفاضلتِ صحابہؓ کی بحث، خواتىن کی نبوت پر کلام، معجزہ، شعبدہ بازی اور جادو کے مابىن فروق کا بیان کتاب کے آخر میں کیا ہے۔ علامہ ابن حزم نےاسلامی و غیر اسلامی مذاہب کے عقائد ناصرف تفصىل سے نقل کئے ہىں بلکہ مخالف اسلام نظریات کا نقلی اور عقلی دلائل کی روشنی مىں ردّ بھی کىا ہے۔ منسوب باسلام فرقوں پر بحث کرتے ہوئے علامہ نے اپنے نزدىک معتدل او رراہِ اعتدال سے ہٹ جانے والے فرقوں اور ان کے نظرىات کی نشان دہی بھی کی ہےچنانچہ خوارج، شىعہ، مرجئہ اور معتزلہ کے ما سوا اہل سنت والجماعت مىں سے عقائد کے مىدان مىں اشاعرہ وماترىدىہ اور فقہی مىدان مىں ائمہ اربعہ ابن حزم کی سخت تنقىد کا نشانہ بنے۔ مذکورہ معلومات کے علاوہ انہوں نے معروف کلامی مباحث پر بھی قلم اٹھایا ہے۔ اسلامی مسالک پر نقد مىں ابن حزم نے اپنے اس اصول کو بنىاد بناىا ہے کہ اصول دىن (عقائد) اور فروعِ دىن مىں مکتوبہ الفاظِ نصوص اور مسلمہ رواىات کے محض ابتدائی اور ظاہری مفاہىم پر عمل کىا جائے گا۔

علامہ ابن حزم کی دىگر مذاہب مىں دلچسپی کی وجوہات طبعی مىلان کے علاوہ ان کے دور کے چىلنجز سے بھی متعلق ہىں۔ بلادِ أندلس دىگر اسلامی ممالک کی نسبت عىسائی علاقوں سے قرىب تر تھے۔ ابن حزم کے دور مىں قرطبہ کے مدارس ىہود و نصاریٰ سے بھرے پڑے تھے جو منطق و فلسفہ جىسے عقلی علوم کی تعلىم حاصل کرنے کی خاطر وہاں کا رُخ کرتے تھے۔ ان علوم کی تحصىل کے بعد وہ مسلمانوں کے افکار مىں زہر آلود خىالات کی آمىزش کرتے تھے اور مسلمہ مسلم عقائد کو شکوک و شبہات کا مىدان بنا دىتے تھے۔ ابن حزم نے ان فکری مجادلات کا مقابلہ کرنے کے لىے کمر کس لی اور حق و صداقت اسلام کے اظہار کے لئے کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دىا۔ شاىد ان دانستہ شکوک و شبہات ہی کی وجہ سے تھا کہ ابن حزم کے طرز بحث و استدلال مىں حدت پىدا ہوگئی۔

اسلامی فرقوں پر نقد کی وجہ ىہ ہے کہ ىونانی فلسفہ کی موشگافىوں نے دامنِ اسلام کو بھی داغدار کرنا شروع کر دىا۔ اندلس مىں فرقہ بازی کا زور نہ تھا تاہم ىہ علاقہ بھی باطل نظرىات کی دسترس سے محفوظ نہ تھا۔

**علامہ ابن حزم۔ سوانحی خاکہ:**

علامہ ابن حزم کا نام علی ، والد کا نام احمد اور دادا کا نام سعىد تھا۔ ان کی کنىت ابومحمد تھی لىکن اپنے جد امجد "ابن حزم" کی طرف نسبت کرتے ہوئے ابن حزم کے نام سے معروف ہوئے۔ علامہ ابن حزم فارسیّ الاصل تھے۔ ان کے جدِّ اعلیٰ ىزىدنے حضرت معاوىہ بن ابی سفىانؓ(م60ھ/680ء) کے بھائی ىزىد بن ابی سفىانؓ (م18ھ/639ء)[2]کے ساتھ موالات[3] کا تعلق قائم کىا تھا اور ىوں وہ فارسیّ الاصل اور قرشیّ الولاء تھے۔ بنوامىہ جب ترکِ وطن کر کے اندلس پہنچے اور وہاں اپنی حکومت قائم کی تو ابن حزم کے جدّ امجد خلف بھی ان کے ہمراہ تھے۔ ان کا خاندان "**منت لشم**" (Manta Lisham)[4] مىں آباد ہوا۔[5]

ان کے آباؤ اجداد کو اندلس میں ان کے حسب و نسب ،علم و ادب اور شاہی خاندان کے ساتھ تعلق کی وجہ سے ایک ممتاز مقام حاصل تھا۔علامہ ابن حزم کی ولادت قرطبہ میں ہوئی۔راجح رائےکےمطابق 30 رمضان 383ھ /نومبر 993ء علامہ ابن حزم کی تاریخِ پیدائش ہے۔[6] باتفاق مؤرخین، علامہ ابن حزم کی وفات ماہِ شعبان کے آخر میں سن 456ھ/1064ء میں ان کے آبائی علاقے منت لشم میں ہوئی۔[7] علامہ ابن حزم کے والد بزرگوار اندلسی سلطنت بنوعامریہ کے بانی، محمدبن ابو عامر، المعروف حاجب المنصور(م393ھ/1003ء) اور اس کے صاحبزادے حاجب المظفر (399ھ/1008ء) کے وزیر تھے۔[8] ایک اعلیٰ حکومتی عہدے دار کا فرزند ہونے کے ناطے علامہ ابن حزم کا بچپن نازو نعم اور خوشحالی میں بسر ہوا اور انہوں نےاپنے دور کے جید اساتذہ سے کسب فیض کیا۔

علامہ ابن حزم کے دور میں اندلس میں فقہ مالکی رائج تھی۔ اسی وجہ سے مالکی فقہ کے بڑے بڑے علماء اندلس میں موجود تھے۔ علامہ ابن حزم ایک عرصے تک امام محمد بن ادریس شافعی(م204ھ/819ء) کے فقہی مسلک کے پیرو رہے اور پھر بعد میں داؤد بن علی ظاہری اصفہانی (م270ھ/884ء)[9]کے مسلک ظاہریت کو اختیار کرلیا اور اپنی بقیہ زندگی اسی مسلک کی ترویج کرتے ہوئے بسر کی۔ [10] ۔ ابن حزم نے اندلس میں بڑے زور وشور سے ظاہری مسلک کی ترویج و اشاعت کی، اس کی تنقیح و تہذیب کی اور اس کو حیاتِ نو بخشی ۔ نیز اس کی شاعت کی خاطر متعدد کتب تصنیف کیں۔[11]

اپنے والدکےنقش قدم پر چلتے ہوئے ابن حزم بھی دو یا تین مرتبہ مختصر عرصے کے لیے وزارت کےمنصب پرفائز رہے۔ امیر المؤمنین عبد الرحمان المرتضی الاموی (م408ھ/1018ء) بلنسیہ (Valencia)کے تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو ابن حزم ان کی مدد کی خاطر بلنسیہ پہنچ گئے اور ان کے عہد خلافت میں مسندِ وزارت پر فائز رہے۔ مرتضیٰ کی فوج میں شامل ہو کر انہوں نے بربروں کے خلاف غرناطہ(Granada) کے مقام پر جنگ لڑی اور قید ہوگئے اور کچھ عرصے بعد رہائی پائی۔اسی دوران المرتضیٰ قتل کر دیئے گئے اور ان کی خلافت کا خاتمہ ہوگیا۔پھر ایک اموی عبد الرحمان المستظہر (م414ھ/1023ء)کا بطور خلیفہ انتخاب عمل میں لایا گیا۔ المستظہر نے علامہ ابن حزم کو اپنے وزیر کے طور پر متعین کر دیا۔ لیکن شومئ قسمت کہ المستظہر 1 ماہ اور17 دن تختِ خلافت پر متمکن رہنے کے بعد قتل کر دیئے گئے اور علامہ ابن حزم کو ایک بار پھر قید خانہ کا منہ دیکھنا پڑا۔ علامہ حموی کے بقول علامہ ابن حزم خلیفہ ہشام المعتد باﷲ(م435ھ/1044ء)کے دَور میں بھی وزیر کے مرتبہ پر فائز رہے۔ [12]

اس کے بعد علامہ ابن حزم کی زندگی کا وہ اہم ترین دور شروع ہوتا ہے کہ جس میں انہوں نے سیاست سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے اپنی ذات کو مکمل طور پر علم کی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔[13]

**علامہ ابن حزم۔ تصانیفی خدمات:**

تاریخِ اسلام میں اندلس کی شہرت ایک مردم خیز علاقے کے طور پر ہے، جس کے سپوتوں نے اپنی دینی،علمی،سیاسی اور انتظامی قابلیت سے چہاردانگِ عالم میں اسلام کا پرچم بلند کیا اور تاریخ انسانی کو ایک نئے دور سے روشناس کروایا۔ سرزمینِ اندلس کے ایک ایسے فرزند علامہ ابن حزم ظاہری اندلسی بھی ہیں، جن کی دینی،علمی اور سیاسی خدمات انہیں ایک عبقری شخصیت بنا دیتی ہیں۔ قرآن و حدیث کی تدریس وتحقیق کا میدان ہو یا شعر وشاعری کا،تصنیف و تالیف کا شعبہ ہو یا خطابت کا، انشاء پردازی کا موقع ہو یا مناظرہ کا، اجتہاد کی جولان گاہ ہو یا منطق وفلسفہ کی، یہود ونصاریٰ کی تردید میں گفتگو ہو یا ارسطو کی فلسفیانہ اغلاط میں ،الغرض ابن حزم سے قبل تاریخ کے اوراق کسی ایسے عالم سے آشنا نہیں جو ان کی طرح مختلف و متنوع علوم وفنون میں ناصرف ماہر ہو بلکہ جامع بھی ہو۔ نیز آپ صرف نقلی علوم ہی کے عالم بے بدل نہ تھے بلکہ اس سے بڑھ کر عقلیات میں بھی کما حقہ بصیرت رکھتے تھے۔الغرض علامہ ابن حزم کا علم کسی ایک علم یا فن تک محدود نہ تھا بلکہ کثیر الجہات تھا۔یہی حال ان کی تصانیف کا بھی ہے۔ آپ کی تصنیفی خدمات کے حوالے سے علامہ ابن حزم کے معاصر ،قاضی صاعد بن احمد اندلسی کا قول ملاحظہ فرمائیں:

> **"ولقد أخبرنی ابنہ الفضل المکنّی أبا رافع أن مبلغ مؤلفاته فی الفقه و الحدیث والأصول والنحل والملل وغیر ذلک من التاریخ والنسب وکتب الأدب والردّ علی المعارضین نحو أربع مائة مجلّد، تشمل علی قریب من ثمانین ألف ورقة، وھذا شئ ما علمناه فی أحد ممّن کان فی دولة الاسلام قبله الا لأبی جعفر بن جریر الطبری"[14]**

> **"مجھے ابن حزم کے صاحبزادے الفضل نے ، جو ابورافع کی کنیت سے معروف ہے، بتایا کہ میرے پاس میرے والد ابن حزم کے ہاتھ سے لکھی ہوئی چار سو کتب جمع ہیں ،جو فقہ،حدیث ، عقائد،ادیان و مِلل ،تاریخ ،علم الانساب،ادب اور مخالفین کے معترضات کی تردید کے موضوعات پر مشتمل ہیں اور ان کے**

**اوراق کی مجموعی تعداد 80ہزار ہے۔ [اس بیان کے بعد قاضی صاعد اندلسی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ] ابن حزم کے متقدمین میں سے علامہ ابوجعفر محمدبن جریر الطبری کے علاوہ ہم تاریخِ اسلام میں کسی ہستی کو اس قدر کثیر التصانیف نہیں دیکھتے"۔**

علامہ ابن حزم کے علم وفضل اور خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے علامہ ابن بشکوال (م۵۷۸ھ/۱۱۸۳ء) نے قاضی صاعد بن احمد اندلسی کے درج ذیل الفاظ نقل کیے ہیں:

**"کان أبو محمد بن حزم أجمع أهل الأندلس قاطبة لعلوم الإسلام، وأوسعهم معرفة مع توسعه في علم اللسان، ووفور حظه من البلاغة، والشعر، والمعرفة بالسير والأخبار"[15]**

**"ابن حزم علوم دینیہ کے میدان میں تمام اندلسی فضلاء کی بنسبت زیادہ جامع العلوم اور وسیع المعرفت تھے۔ آپ لسانیات،بلاغت،شعر و شاعری اور سِیَر و اخبار میں مہارت تامہ کے حامل تھے"۔**

**یہودیت کا تعارف:**

لفظِ یہود جمع کا صیغہ ہے، جس کا واحد یہودی ہے، جیسا کہ مجوسی کی جمع مجوس ہے۔ لفظ یہودیت اور یہود "ہ و د"کے مادہ اشتقاق سے مشتق ہیں، جس کے معنی لوٹنے اور توبہ کرنے کے مستعمل ہیں۔ علامہ ابن منظور افریقی کی تحقیق ملاحظہ کریں:

**"هاد یهود هوداً و تهوَّدَ: تاب و رجع الی الحق... وفی التنزیل العزیز: انا هدنا الیک: أی تبنا الیک وهو قول مجاهد و سعید بن جبیر وابراهیم... ویهود اسمٌ للقبیلة... وقیل انما اسم هذه القبیلة یهوذ، فعرب بقلب الذال دالاً... وجمع الیهودی یهود کما یقال فی المجوسی مجوس وفی العجمی والعربی عجم و عرب" [16]**

مذکورہ بالا عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ یہود کا لفظ باب نصر یَنْصُرُ کے مصدر ھَو دسے مشتق ہے، جس کا معنی توبہ کرنے اور حق کی طرف واپس پلٹنے کا ہے۔ قرآنی آیت میں مذکور قولِ حضرت موسیٰ " اِنَّا ھُدْنَا اِلَیْک " (ترجمہ:ہم نےآپکی یعنی خدا کی طرف رجوع کیا) کی بنیاد پر اُن کو یہود کے نام سے موسوم کیا گیا۔ یہی تفسیر حضرت مجاہد، سعید بن جبیر اور ابراہیم جیسے جلیل القدر مفسرین سے منقول ہے۔ مذکورہ لغوی تحقیق کے مطابق یہ لفظ عربی الاصل ہے۔ ایک دوسری لغوی تحقیق کے مطابق یہ لفظ غیر عربی ہے اور دراصل یہوذ تھا۔ جب اس کو عربی زبان میں استعمال کیا گیا تو ذال کو دال سے تبدیل کر دیا گیا۔ نیز لفظ یہودی مفرد اور یہود اس کی جمع ہے جیسا کہ مجوسی کی جمع مجوس، عجمی کی جمع عجم اور عربی کی جمع عرب استعمال ہوتی ہے۔

لفظ یہود کی لغوی تحقیق کے بعد ہم اس کے اصطلاحی معنی کی طرف چلتے ہیں:

**"الموسوعۃ المیسرة فی الأدیان والمذاهب والأحزاب المعاصرة"** میں یہودیت کی جامع تعریف یوں منقول ہے:

**"الیهودي: هی دیانة العبرانیین المنحدرین من ابراهیم علیه السلام والمعروفین بالأسباط من بنی اسرائیل الذی أرسل الله الیهم موسی علیه السلام مؤیداً بالتوراة لیکون لهم نبیاً" [17]**

"یہودیت اس دین کا نام ہے کہ جو حضرت ابراہیم ؑ کی نسل سے تعلق رکھنے والے اُن عبرانی حضرات کا دین ہے، جو قبیلۂ بنی اسرائیل کے نام سے معروف ہیں اور جن کی طرف اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ کو بطور نبی اور تورات کی تصدیق کرنے والا بنا کر مبعوث فرمایا۔"

Encyclopaedia Britannica کے مطابق یہودیت کی تعریف حسب ذیل ہے:

**"Judaism, the religion of the Jews, a monotheistic religion that holds that God's presence is experienced in human actions and history. It is the expression of a set of beliefs and values that is discerned in patterns of actions, social order and culture".[18]**

"یہودیت یہودیوں کے مذہب کا نام ہے۔ یہودیت ایک ایسے توحید پرست مذہب کا نام ہے کہ جو انسانی زندگی اور تاریخ میں خدا کی عمل داری اور وجود کا قائل ہے۔ یہ مذہب عقائد و اقدار کے ایک ایسے مجموعے سے تعبیر ہے کہ جو انسانی اعمال، معاشرتی اقدار اور ثقافت کوتشکیل دیتا ہے"۔

**معتقداتِ فِرَ قِ یہود اور علامہ ابن حزم کے مناہج کا مطالعہ :**

علامہ ابن حزم نے اپنے دور تک موجودیہودیوں کے پانچ بڑے فرقوں کا ذکر اپنی کتاب "الفصل فی الملل والاہواء والنحل"میں کیا ہے۔ ان فرقوں کے اسماء اور ان کےمعروف انگریزی مترادفات حسب ذیل ہیں:

۱۔ سامریہ (Samaritans)

۲۔ صدوقیہ(Sadducees)

۳۔ عنانیہ/ قرّاء ون(Ananites/Karaites)

۴۔ ربانیہ(Rabbanites)

۵۔ عیسویہ(Isawites/Isunians/Isfahanians)

**1۔فرقۂ سامریہ(Samaritans): [19]**

علامہ ابن حزم نے یہود کے تمام فرقوں میں سب سے پہلے فرقۂ سامریہ کا ذکر کیا ہے ۔ اس فرقہ کے عقائد و نظریات دیگریہودیوں سے یکسر مختلف ہیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے :

یہودیوں کا یہ فرقہ دیگریہودیوں سے اختلاف کرتے ہوئے بیت المقدس /القدس / یروشلم (Jerusalem)کے بجائے شہر بیت المقدس سے ۱۸میل کے فاصلے پر واقع نابلس(Nablus)کو مقدس شہر قرار دیتا ہے ۔ سامریہ کے ہاں القدس کو کسی قسم کی مذہبی تقدیس حاصل نہیں۔ سامریہ کے ہاں الہامی سمجھی جانے والی تورات (Samaritan Pentateuch) دیگریہود کی تورات سے مختلف ہے۔ نیزیہ حضرات دیگریہود کی متفقہ تورات کو محرف قرار دیتے ہیں اور یہی رویہ دیگریہود ان کی مقدس تورات کے بارے میں رکھتے ہیں۔ یہ فرقہ حضرت موسیٰ ؑ کے بعد کے انبیاء بنی اسرائیل میں سے محض حضرت یوشع بن نونؑ کی نبوت کا قائل ہے اور ان کے مابعد تمام انبیاء بنی اسرائیل بشمول حضرت شمعون (Simon)، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ ، حضرت اشعیا (Isaish)، حضرت الیسعؑ (Elisha)، حضرت الیاسؑ(Elias/Elijah)، حضرت عاموص (Amos) ، حضرت حبقوق (Habakkuk) ، حضرت زکریا ، حضرت ارمیا (Jeremiah) وغیرہ کی نبوت کا منکر ہے ۔ عقیدہ آخرت کا انکار بھی اسی گروہ کے معتقدات میں سے ہے ۔ یہودیوں کا یہ فرقہ سرزمینِ شام کا باسی ہے اور اس سرزمین سے خروج کو شرعاً حرام قرار دیتا ہے ۔

علامہ ابن حزم کی کتاب، "الفصل فی الملل والاہواء والنحل"کے الفاظ درج ذیل ہیں:

**"السامرية: وهم يقولون إن مدينة القدس هي نابلس وهي من بيت المقدس على ثمانية عشر ميلا، ولا يعرفون حرمة لبيت المقدس ولا يعظمونه، ولهم توراة غير التوراة التي بأيدي سائر اليهود، وييبطلون كل نبوة كانت في بني اسرائيل بعد موسى عليه السلام وبعد يوشع عليه السلام، فيكذبون بنبوة شمعون وداود وسليمان وإشعيا واليسع وإلياس وعاموص وحبقوق وزكريا وإرميا وغيرهم، ولا يقرون بالبعث ألبتة. وهم بالشام لا يستحلون الخروج عنها" [20]**

**" ...أن بأيدي السامرية توراة غير التوراة التي بأيدي سَائِر اليهود، يزعمونَ أَنَّها الْمنزلة، ويقطعون أَن الَّتي بأيدي الْيَهُود محرفة مبدلة. وَسائِر الْيَهُود يَقُولُونَ: إن الَّتِي بأيدي السامرية محرفة مبدلة." [21]**

**بیانِ فرقۂ سامریہ میں علامہ ابن حزم کے مناہج :**

- بیانِ فرقۂ سامریہ میں علامہ ابن حزم نے اجمال کا منہج اختیار کیا ہے ۔ چنانچہ انہوں نے چند معلومات کے بیان پر اکتفا

کیا۔ لہٰذا ان کی بیان کردہ معلومات سے سامریہ کے متعلق تشنگی برقرار رہتی ہے ۔

- علامہ ابن حزم نے سامریہ کا ذکر تمام یہودی فرقوں میں سے سب سے پہلے کیا۔ ان کی اختیار کردہ ترتیب میں یہ اشارہ موجود ہے کہ وہ فرقۂ سامریہ کے معتقدات کو تمام دیگریہودی فرقوں کی نسبت اسلام سے بعید تصور کرتے ہیں۔
- علامہ ابن حزم کے نزدیک فرقۂ سامریہ دیگریہودی فرقوں سے مختلف معتقدات کا حامل ہے۔
- فرقۂ سامریہ کے بیان میں علامہ ابن حزم نے اپنے منہج بیان کے مطابق اس فرقہ کے متبعین کی جائے سکونت کو بھی بیان کیا ہے ۔
- بیانِ فرقۂ سامریہ میں علامہ ابن حزم نے اپنے عمومی منہج کے مطابق تنقیدی طریقۂ کار اپنایا ہے ۔ چنانچہ آئندہ سطور میں وہ معتقدات سامریہ اور ان کی مخصوص تورات کے حوالے سے تجزیاتی و تنقیدی انداز میں استدلال کرتے نظر آتے ہیں۔

### 2۔فرقۂ صدوقیہ(Sadducees/Zadokites)[22]:

علامہ ابن حزم نے سامریہ کے ذکر کے بعد دوسرے نمبر پر یہودیوں کے ایک دوسرے فرقے، صدوقیہ کا انتہائی مختصر طور پر ذکر کیا ہے ۔ یہ لوگ یمن کے باسی ہیں۔ ان کو اس فرقے کے بانی ''صدوق'' (Zadok)کی طرف منسوب کرتے ہوئے صدوقیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ۔ علامہ ابن حزم کے نزدیک صدوقیہ یہود کاوہ واحد فرقہ ہے کہ جو حضرت عزیر (Ezra) کو (نعوذ باللہ) اللہ کا بیٹا قرار دیتا ہے:

**"الصدوقية: ونسبوا إلى رجل يقال له صدوق وهم يقولون من بين سائر اليهود أن العزير هو ابن الله تعالى الله عن ذلك وكانوا بجهة اليمين"۔**[23]

**بیانِ فرقۂ صدوقیہ میں علامہ ابن حزم کے مناہج :**

- فرقۂ صدوقیہ کے بیان میں علامہ ابن حزم نے انتہائی اختصار سے کام لیتے ہوئے محض نسبتِ فرقہ اور حضرت عزیرؑ کے (نعوذ باللہ ) ابن اللہ ہونے کا عقیدہ بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے ۔
- علامہ ابن حزم نے صدوقیہ کی وجہ تسمیہ اور اس فرقہ کے پیروکاروں کی جائے سکونت بتلاکر اپنے عمومی منہج بیان کی اتباع کی ہے ۔
- علامہ ابن حزم نے اس فرقہ کو یہودی فرقوں کے بیان میں دوسرے نمبر پر بیان کرتے ہوئے اس امر کی طرف اشارہ کردیا ہے کہ ان کے نزدیک اس فرقہ کے عقائد فرقۂ سامریہ کی بنسبت اسلام سے قریب اور آئندہ یہودی فرقوں کے مقابلے میں اسلام سے بعید ہیں۔

### 3۔ فرقۂ عنانیہ( Ananites/ Karaites/ Qaraites):

علامہ ابن حزم نے فرقۂ عنانیہ کو عنان داؤدی(Anan Ben David) یہودی کا پیروکار بتایا ہے اور اسی کی طرف نسبت کرتے ہوئے انہیں عنانیہ کہا جاتا ہے ۔ یہودی اس فرقے کو ''القرایین والمین'' کا نام دیتے ہیں۔ [24]

اس فرقے کے عقائد ملاحظہ کریں:

**"العنانية وهم أصحاب عانان الداودي اليهودي وتسميهم اليهود القرايين والمين وقولهم إنهم لا يتعدون شرائع التوراة وما جاء في كتب الأنبياء عليهم السلام ويتبرؤن من قول الأحبار ويكذبونهم وهذه الفرقة بالعراق ومصر والشام وهم من الأندلس بطليطلة وطلبيرة"** [25]

یعنی عنانیہ تورات اور دیگر مقدس کتب یہود پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کے احکامات سے تجاوز کو جائز نہیں گردانتے۔ البتہ ان کے ہاں جمہور یہودیوں کے برخلاف علماء یہود کی جانب سے کی گئی زبانی تشریحاتِ کتب مقدسہ کی کوئی مذہبی حیثیت نہیں کیونکہ عنانیہ کتب مقدسہ کے ظاہری الفاظ کو حتمی قرار دیتے ہیں۔ اس فرقہ کے پیروکار عراق، مصر، شام اور اندلس میں طلیطلہ (Toledo)اور طلبیرہ (Talavera)کے علاقوں میں بستے ہیں۔

**بیانِ فرقۂ عنانیہ میں علامہ ابن حزم کے مناہج:**

- علامہ ابن حزم نے فرقۂ عنانیہ کی وجہ تسمیہ بانیٔ فرقہ عنان بن داؤد کی طرف منسوب ہونا بتلائی ہے ۔

- اس فرقہ کو علامہ ابن حزم نے یہودیوں کے فرقوں میں تیسرے نمبر پر ذکر کیا ہے ۔ جوکہ اس فرقے کے سامرہ اور صدوقیہ کی بنسبت اسلام سے قریب ہونے اور آئندہ مذکور یہودی فرقوں کے مقابلہ میں اسلام سے بعید ہونے کی طرف اشارہ ہے ۔
- اپنے عمومی منہج کے مطابق علامہ ابن حزم نے اس فرقہ کے پیروکاریہودوں کی جائے سکونت کو بھی بیان کیا ہے ۔
- علامہ ابن حزم نے اس فرقۂ کے افراد کی اندلس میں موجودگی کا ذکر کیا ہے، جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا کہ ممکنہ طور پر علامہ ابن حزم نے ان سے ملاقات بھی کی ہوگی ۔

**4۔فرقۂ ربانیہ (Rabbanites):**[26]

علامہ ابن حزم کے مطابق اس فرقہ کا ایک دوسرا نام ''اشعنیہ'' بھی ہے ۔ یہ لوگ احبارِ یہود کی طرف سے کی گئیں زبانی تشریحاتِ کتب مقدسہ کو مذہبی تقدس کا حامل سمجھتے ہیں۔ یہودیوں کی اکثریت اس فرقہ سے تعلق رکھتی ہے ۔

**"الربانية: وهم الأشعنية وهم القائلون بأقوال الأحبار ومذاهبهم وهم جمهور اليهود"**[27]

**بیانِ فرقۂ ربانیہ میں علامہ ابن حزم کے مناہج :**

* اس فرقے کے بارے میں کلام کرتے ہوئے علامہ ابن حزم نے اس حد تک اختصار سے کام لیا ہے کہ اس فرقۂ یہود کے بارے میں محض دو سطور تحریر کی ہیں۔

* اپنے منہج بیان کے مطابق انہوں نے اس فرقے کا دوسرا نام بھی بیان کیا ہے ۔

* اپنے منہج کے برخلاف انہوں نے اس فرقے کی وجہ تسمیہ اور جائے سکونت بیان نہیں کی ۔

* علامہ ابن حزم نے ربانیہ کو یہود کی اکثریت کا فرقہ قرار دیا ہے ۔ نیز ان کو علماء یہود کی زبانی تشریحات پر اعتماد کرنے والا بتلایا ہے۔

**5۔فرقۂ عیسویہ(Isawites/ Isunians/ Isfahanians(Isuites/):**[28]

علامہ ابن حزم نے پانچ یہودی فرقوں میں سے عیسویہ کا ذکر سب سے آخر میں کیا ہے ۔

**"العيسوية: وهم أصحاب أبي عيسى الأصبهاني، رجل من اليهود كان بأصبهان. وبلغني أن اسمه كان محمد بن عيسى. وهم يقولون بنبوة عيسى بن مريم ومحمد صلى الله عليه وسلم. ويقولون إن عيسى بعثه الله عز وجل إلى بني إسرائيل على ما جاء في الإنجيل، وإنه أحد أنبياء بني اسرائيل. ويقولون إن محمدا صلى الله عليه وسلم نبي أرسله الله تعالى بشرائع القرآن إلى بني إسماعيل عليهم السلام وإلى سائر العرب، كما كان أيوب نبيا في بني عيص وكما كان بلعام نبيا في بني مواب، بإقرار من جميع فرق اليهود.**

**قال أبو محمد رضي الله عنه: ولقد لقيت من ينحو إلى هذا المذهب من خواص اليهود كثيرا، وقرأت في تاريخ لهم جمعه رجل هاروني، كان قديما فيهم ومن كبارهم وأئمتهم... واسمه يوسف بن هارون فذكر ملوكهم وحروبهم إلى أن وصل إلى قتل يحيى بن زكريا عليه السلام فذكره أجمل ذكر وعظم شأنه وأنه قتل ظلما لقوله الحق ...ثم قال في ذكره لذلك الملك هردوس بن هردوس وقبل هذا الملك من حكماء بني إسرائيل وخيارهم وعلمائهم جماعة "** [29]

مفہوم یہ ہے کہ علامہ ابن حزم کے مطابق اس فرقے کی نسبت اس کے بانی ابو عیسیٰ اصفہانی کی طرف ہے ، جوکہ ایک اصفہانی الاصل یہودی تھا۔ اس کے نام کے حوالے سے ایک رائے یہ بھی ہے کہ اس کا نام محمد بن عیسیٰ تھا ۔ اس فرقۂ یہود کا ایک اہم عقیدہ، جو ان کو دیگریہودیوں سے ممتاز کرتا ہے، ان کا حضرت عیسیٰ بن مریمؑ اور حضرت محمدﷺکی نبوت کا اقرار ہے ۔ یہ لوگ حضرت عیسیٰؑ کو انبیاء بنی اسرائیل میں سے ایک نبی تسلیم کرتے ہیں۔ اس فرقے کے ماننے والے حضرت محمدﷺ کو رسول اللہ تو تسلیم کرتے ہیں لیکن ان کی نبوت کو محض بنو اسماعیل اور دیگر اہل عرب تک محدود سمجھتے ہیں،جیسا کہ تمام یہود کا اتفاق ہے کہ حضرت ایوب ؑ کوصرف بنو عیص اور حضرت بلعام نامی نبی کو محض بنو مواب کی اقوام کی طرف بطور انبیاء مبعوث کیا گیا تھا۔ علامہ ابن حزم نے اس فرقے کے متعدد خواص کے ساتھ اپنی بکثرت ملاقاتوں کا ذکر کیا ہے اور نیز اسی فرقے سے تعلق رکھنے والے ایک بڑےیہودی عالم، یوسف بن ہارون کی تاریخ یہود کے حوالے سے تحریر کردہ ایک اہم کتاب کے مطالعہ کے بارے میں بھی تحریر کیا ہے ۔ اس کتاب میں اس نے سابقہ یہودی بادشاہوں اور ان کی جنگوں کا ذکر چھیڑا ہےیہاں تک کہ وہ پیغمبرخدا حضرت یحیی بن زکریا علیہ السلام کے قتلِ ناحق تک

پہنچا ہے۔ اس نے ان کی عظمت شان کو ظاہر کیا ہے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ انہیں محض حق کہنے کی پاداش میں ظلما قتل کیا گیا۔ اسی تذکرے میں اس نے ہردوس بن ہردوس نامی بادشاہ اور اس سے قبل کے علماء و حکماء بنی اسرائیل کا بھی ذکر کیا ہے۔

**فرقۂ عیسویہ کے بیان میں علامہ ابن حزم کے مناہج :**

- علامہ ابن حزم نے تمام یہودی فرقوں کے مقابلے میں فرقۂ عیسویہ کے متعلق تفصیل سے لکھا ہے اور اس فرقہ کی وجہ تسمیہ ذکر کرتے ہوئے علامہ ابن حزم نے اسے بانی ٔ فرقہ کی طرف منسوب کیا ہے ۔

- علامہ ابن حزم کے نزدیک فرقۂ عیسویہ اپنے معتقدات کے اعتبار سے دیگر تمام یہودی فرقوں کی بنسبت مسلمانوں سے زیادہ قریب ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے تمام یہودی فرقوں کے ذکر کے بعد اس فرقہ کا ذکر کیا ہے ۔

- یہ لوگ حضرت عیسیٰؑ کو انبیاء بنی اسرائیل میں سے ایک نبی تسلیم کرتے ہیں۔لیکن علامہ ابن حزم نے اس ابہام کی وضاحت نہیں کی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کی نبوت کے اقرار کے باوجود یہودیوں کا مذکورہ فرقہ حضرت عیسیٰؑ کو چھوڑ کر محض حضرت موسیٰؑ کا پیروکار کیوں ہے ؟

- اس مقام پر یہ امر قابل توجہ ہے کہ علامہ ابن حزم نے اس فرقے کے متعدد پیروکاروں سے ناصرف ملاقات کی ہے بلکہ ان کی تاریخی معلومات پر مشتمل ایک اہم کتاب اور کے مندرجات کا تذکرہ بھی کیا ہے ۔

- علامہ شہر ستانی کی تحریر کردہ معلومات اس اعتبارسے منفرد ہیں کہ ان میں بانی ٔ فرقۂ ابو عیسیٰ اصفہانی کے کلیم اللہ اور نبی اللہ ہونے کے دعویٰ کے علاوہ دیگر تفصیلات بھی مذکور ہیں، جن کا ذکر علامہ ابن حزم نے نہیں کیا۔

- علامہ ابن حزم نے اپنے عمومی منہج کے برخلاف اس فرقہ کی تاریخ اور معتقدات کو محض بیان کرنے پر اکتفاء کیا ہے اور نقد سے گریز کیا ہے ۔

**خلاصۂ کلام:**

علامہ ابن حزم نے الہامی و غیر الہامی ادیان بالخصوص یہودیت کے باب میں درج ذیل مناہج کو ملحوظ رکھا ہے :

- علامہ ابن حزم نے اپنی معروف کتاب "الفصل فی الملل والاہواء والنحل" میں اسلام کے ما سوا دیگر مذاہب کے بیان میں یہ ترتیب ملحوظ رکھی ہے کہ جو ادیان و مذاہب اسلام سے جتنے دور ہیں ، ان کا ذکر اسی قدر ابتداء میں کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے جلد اول کا نصفِ دوم یہودیت کے بیان کے لیے مختص کیا ہے ۔ [30]
- علامہ نے مخالفِ اسلام نظریات کے حامل گروہوں کو چھے طبقات میں تقسیم کیا ہے ۔اسی اعتبار سے علامہ نے یہود کو چھٹے طبقے میں بیان کیا ہے ۔ [31]
- مذکورہ باب میں یہود کے پانچ فرقوں کے عقائد اور دیگر مباحث پر روشنی ڈالی گئی ہے ۔
- علامہ نے تمام یہودی فرقوں کو ذکر کرنے کا التزام نہیں کیا ہے ۔بلکہ انکےصرف پانچ معروف فرقوں کے عقائد کو بیان کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔
- مسلم علماءِ ملل ونحل کی اکثریت کا اسلوب یہ رہا ہے کہ وہ مذاہب ومسالک کےعقائد پردیگرمباحث کی بنسبت زیادہ تفصیلی روشنی ڈالتے تھے۔ان کے برعکس ، علامہ ابن حزم نے بالعموم دیگر مذاہب کے محض معروف عقائد کو بیان کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔
- علامہ ابن حزم نے یہودکےمعتقدات کو بیان کرنے میں انتہائی اختصار سے کام لیتے ہوئے تو محض مشہور عقائد کو بیان کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔البتہ انہوں نے یہودی معتقدات کو بیان کرنے کے بعد ان میں سے خلافِ اسلام نظریات پر گرفت کرنے کے حوالے سے بہت تفصیل اور گہرائی سے کام لیا ہے ۔ لہذا یہ کہنا درست ہے کہ علامہ ابن حزم کا منہج محض بیانِ معلومات کی بجائے، بیانِ معلومات کے بعدان پرنقد کا ہے۔
- علامہ ابن حزم نے یہودی فرقوں کی کسی بھی فروعی شاخ کے نظریات پر روشنی نہیں ڈالی۔
- یہودکےمعتقدات کو بیان کرتے ہوئے علامہ ابن حزم کا منہج یہ رہا ہے کہ وہ ہر یہودی فرقہ کے نام سے مستقل عنوان قائم کر کے اس کے ضمن میں متعلقہ فرقہ کے معتقدات کا ذکر کرتے ہیں ۔
- یہودی کے فرقوں کے مابین ما بہ الامتیاز عقائد کو بیان کرنے کا التزام بھی علامہ ابن حزم کے ہاں خصوصیت سے

دکھائی دیتا ہے۔

- کئی مقامات پر وہ یہودی فرقوں کے ایک دوسرے کے بارے میں نظریات کا بھی ذکر کرتے ہیں۔
- ابن حزم چند مقامات پر یہودکےمسلمہ مذہبی عقائد سے الگ عقائد اختیار کر لینے والے فرقوں کو بھی اپنی کتاب میں جگہ دیتے ہیں۔
- یہودی فرقوں کی وجوہِ تسمیہ ، بانیان کا تعارف اور پیروکاروں کی جائے سکونت کابیان بھی علامہ کے منہج کا امتیاز ہے ۔
- کئی مقامات پر وہ یہودی فرقوں کے معروف اور غیر معروف ناموں اور فرقوں کے حجم کوبھی تحریر میں لے آتے ہیں۔
- دورانِ تنقید مدّ مخالف کے بارے میں سخت ترین الفاظ کا استعمال ان کے منہج کا حصہ ہے۔ علامہ ابن حزم کی حدتِ لسان کے حولے سے ابن العریف (م526ھ/1141ء) سے ایک ضرب المثل منقول ہے کہ **"کان لسان ابن حزم وسیف الحجاج بن یوسف شقیقین"**[32]"یعنی ابن حزم کا قلم ایسا تیز تھا کہ جیسے حجّاج کی تلوار"۔
- مذکورہ بالا طرزِ تنقید میں علامہ متحمل التاویل اور متحمل المعانی عبارات سے اجتناب کرتے ہوئے واضح عباراتِ خصم ذکر کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔
- دورانِ کلاموہ یہودیت کی مذہبی زبان، عبرانی کے الفاظ و اصطلاحات کو بھی استعمال کرتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہودیت کی مذہبی زبان، عبرانی سے بھی کسی حد تک واقف تھے۔
- علامہ ابن حزم دو یہودی فرقوں ، عنانیہ اور عیسویہ کے اندلس میں موجود ہونے اور ان کے پیروکاروں سے اپنی ملاقات کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ وہ یہود کے معروف عالم، اسماعیل بن یوسف الکاتب المعروف ابن النغریلہ اندلسی سے مناظرہ کا ذکر کرتے ہیں[33]۔ **"الرد على ابن النغريلة اليهودي"** نامی کتاب میں ابن حزم نے اس کی تفصیلات بیان کی ہیں۔ [34]
- علامہ ابن حزم نے مذکورہ یہودی فرقوں کے علماء سے ناصرف ملاقاتیں کی ہے بلکہ یہودیوں کی تاریخی معلومات پر مشتمل ایک بڑےیہودی مؤرخ، یوسف بن ہارون کی تحریر کردہ اہم کتاب اور اس کے چیدہ چیدہ مندرجات کا تذکرہ بھی کیا ہے ۔
- یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ یہودی فرقوں سے متعلق علامہ ابن حزم کی جانب سے ذکر کردہ اکثر تفصیلات کی تائید معتبر یہودی دائرۂ معارف، Encyclopaedia Judaica سے بھی ہوتی ہے[35]۔
- یہودی فرقوں کے بیان میں علامہ ابن حزم نے اپنے عمومی منہجِ بیان کے موافق فصیح عربی میں کلام کیا ہے۔
- علامہ کے طرزِ بیان کی ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ قاری کے ذہن میں پیدا ہونے والے ممکنہ سوالات کے جوابات بھی دیتے ہیں۔
- بیانِ فرق میں علامہ ابن حزم بالعموم زمانی ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہیں اور واقعات کو زمانی ترتیب کے موافق بیان کرنے کا اہتمام کرتے ہیں ۔
- علامہ ابن حزم کی کتاب " الفصل فی الملل والا ہواء والنحل" کی ترتیبِ عنوانات کافی مغلق اور غیر مربوط ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ قاری اس کے مطالعہ میں دقت محسوس کرتا ہے ۔
- الغرض علامہ ابن حزم کا منہج بیانیہ سے زیادہ ناقدانہ اور مناظرانہ ہے ۔

---

**حواشی و حوالہ جات**

[1] مسلم محققین کی یہودیت پر تصنیف کردہ معروف و مطبوع کتب کی تفصیل ملاحظہ کریں:

| نام کتاب | نام مصنف/ محقق | سن وفات | ناشر |
|---|---|---|---|
| **الدين والدولة في إثبات نبوة النبّي محمد صلى الله عليه وسلم** | ابو الحسن علی بن سہل ربَّن طبری<br>تحقیق : استاذ عادل نویہض | 256ھ/870ء | دار الآفاق الجدیدہ – بیروت، لبنان ،طبع اول: 1973ء |

| | | | |
|---|---|---|---|
| **عيون الأخبار** | ابو محمد عبد الله بن عبد المجيد بن مسلم بن قتيبہ دينورى | 276ھ/889ء | دار الكتب المصريہ، قاہرہ، مصر |
| **المعارف** | ابو محمد عبد الله بن عبد المجيد بن مسلم بن قتيبہ دينورى | 276ھ/889ء | دار المعارف، قاہرہ، مصر، طبع دوم |
| **تأويل مختلف الحديث** | ابو محمد عبد الله بن عبد المجيد بن مسلم بن قتيبہ دينورى | 276ھ/889ء | المكتب الاسلامى،بيروت، لبنان، طبع دوم:1993ء |
| **تاريخ ابن واضح / تاريخ اليعقوبي** | ابو العباس احمد بن اسحاق بن جعفر بن وہب بن واضح يعقوبى | 284ھ/897ء | لائيڈن،برل، 1883ء |
| **البلدان** | ابو العباس احمد بن اسحاق بن جعفر بن وہب بن واضح يعقوبى | 284ھ/897ء | دار الكتب العلميہ، بيروت، لبنان، طبع اول: 2001ء |
| **تاريخ الرسل والملوك المعروف تاريخ الطبري** | ابو جعفر محمد بن جرير طبرى<br>محقق: محمد ابو الفضل ابراهيم | 310ھ/923ء | دار المعارف، قاہرہ، مصر، طبع دوم :1967ء |
| **مروج الذهب و معادن الجوهر/ تاريخ المسعودى** | ابوالحسن على بن حصين ہذلى مسعودى | ۳۳۶ھ /۹٦٤ء | مكتبہ عصريہ، بيروت، لبنان، طبع اول: 2005ء |
| **التنبيه والاشراف** | ابوالحسن على بن حصين ہذلى مسعودى | ۳۳۶ھ /۹٦٤ء | دار الصاوى، قاہرہ، مصر |
| **البدء والتاريخ** | مطہر بن طاهر مقدسى | 355ھ/966ء | مكتبہ الثقافہ الدينيہ، بور سعيد، مصر |
| **تمهيد الأوائل وتلخيص الدلائل في الرد على الملحدة المعطلة والرافضة والخوارج والمعتزلة** | محمد بن طيب بن محمد بن جعفر بن قاسم،قاضى ابو بكر باقلانى بصرى<br>محقق: عماد الدين احمد حيدر | 402ھ/1013ء | مؤسسة الكتب الثقافيہ – لبنان ،طبع اول 1987 ء |
| **تحقيق ما للہند من مقولۃ مقبولۃ فى العقل أو مرذولۃ، المعروف كتاب الہند** | ابوريحان محمد بن احمد بيرونى | ۴۳۰ھ/۱۰۳۸ء | عالم الكتب، بيروت، لبنان، طبع دوم: ۱۳۰۳ھ/۱۹۸۳ء |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| | **الآثار الباقية عن القرون الخالية** | ابوریحان محمد بن احمد بیرونی | ۴۳۰ھ/۱۰۳۸ء | مکتبۃ الثقافہ الدینیہ، بور سعید، مصر |

[2]حضرت ابو خالد یزیدؓ بن صخرؓ بن حرب صحابئ رسول اور صحابئ رسول ، ابوسفیانؓ صخر بن حرب کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی والدہ کا نام امّ الحکم زینب بنت نوفل اور ایک مرجوح قول کے مطابق ہند بنت حبیب ہے۔ لہٰذا آپ حضرت معاویہؓ کے سوتیلے بھائی ہیں۔ انہوں نے فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا اور حضور کی معیت میں غزوۂ حنین میں بھی شریک ہوئے۔ ان کو ''یزید الخیر'' کے لقب سے بھی جانا جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں شام کی طرف ایک لشکر بھیجا، جس میں یزید بن ابی سفیانؓ بھی شامل تھے۔ ان کا انتقال طاعون کی وبا سے ۱۸ھ/۶۳۹ء میں ہوا۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ۱۵۷۶/۴، ۱۵۷۵؛ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ۷۱۵/۴ )

[3]احناف کے نزدیک عقد موالات یہ ہے کہ ایک غیر معروف النسب شخص کا دوسرے شخص معروف النسب، جسے "مولی الموالاۃ"کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے،سے ایک ایسا رشتہ استوار کرنا کہ جس کی رُو سے معروف النسب شخص جب کسی جرم کا مرتکب ہو گا تو غیر معروف النسب شخص کے ورثاء اس جرم کا تاوان ادا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے۔ نیز معروف النسب شخص، غیر معروف النسب کی مکمل وراثت کا وارث ہو گا۔ اس کے بدلے میں غیر معروف النسب شخص، معروف النسب ہو جائے گا۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، ۳۴۳/۳۹، ۳۴۴، (بذیل مادہ ''مولی الموالاۃ'')، وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیہ ، کویت، طبع دوم، ۱۴۲۷ھ)

[4]اس علاقے کے نام کے تلفظ مس مؤرخس مس اختلاف پایا جاتا ہے۔ قاضی صاعد بن احمد اندلسی (م462ھ/1070ء) نے اسے ''منت نشم'' جب کہ علامہ یاقوت حموی (م626ھ/1229ء) اور دیگر مؤرخین نے اس ''منت لیشم'' (Manta Lisham)لکھا ہے اور یہی رائے راجح ہے۔ یہ گاؤں جنوب مغربی اندلس کے شہر اونبہ (Niebla) کے قریب واقع ہے۔ اونبہ کا شہر صوبۂ ولبہ (Huelva) کا ایک چھوٹا سا شہر ہے، جو دریائے ٹنٹو(The Tinto) کے بائس کنارے پر واقع ہے۔ (صاعد بن احمد اندلسی، ابو القاسم، قاضی(م462ھ) طبقات الامم ،ص75، المطبعۃ الکاثولیکیۃ للآباء الیسوعیین، بیروت ،1916ء ؛ حموی، یاقوت بن عبد اللہ، شہاب الدین، معجم الادباء، 1651/4، تحقیق احسان عباس، دار الغرب الاسلامی، بیروت، طبع اول، 1993ء ؛ اندلس کا تاریخی جغرافیہ، ص500،423،385)

[5]جذوۃ المقتبس فی ذکر ولاۃ الاندلس، ص308 ؛ الضبی، احمد بن یحیی، ابو جعفر (م599ھ)، بغیۃ الملتمس فی تاریخ رجال اہل الاندلس، ص415، دار الکاتب العربی، القاہرہ، 1976ء ؛ الذہبی، محمد بن احمد، شمس الدین (748ھ) ، سیر اعلام النبلاء 184/18، مؤسسۃ الرسالۃ، طبع سوم،1985ء

[6] طبقات الامم، ص77؛ جذوۃ المقتبس فی ذکر ولاۃ الاندلس ، ص309

[7] طبقات الامم، ص77

[8] اندلس میں بنو امیہ کی خلافت317ھ تا 422ھ/ 1031 ء -929ء قائم رہی۔ لیکن جب393ھ مس محض 11برس کی عمر مس خلیفہ ہشام المؤید باللہ کو خلیفہ بنا دیا گیا تو صغر سنی کی وجہ سے وہ حکومت چلانے کے قابل نہ تھا لہٰذا اس کے حاجب (وزیر اعظم ) ابو عامر ،محمد بن ابی عامر المعافری ، المعروف الحاجب المنصور نے آمرانہ انداز مس حکومت پر قبضہ کر لیا اور خلیفہ کو برائے نام خلیفہ رہنے دیا۔ اور یوں اس نے دولت عامریہ کی بنیاد رکھی۔ اس کا عہد حکومت صفر 366 ھ تا 393 ھ /976ء تا 1003 ء تک رہا۔اس کے انتقال کے بعداس کا صاحبزادہ ،الحاجب المظفر، ابو مروان بن محمد بن ابی عامر المعافری حکمران بنا، جو393ھ تا 399ھ/1003ء تا 1009ء حاکم رہا۔ اس کے انتقال کے بعد محمد بن ابی عامرکا دوسرا صاحبزادہ ،الحاجب الناصر، عبد الرحمان سنخول بن محمد المعافری تخت نشین ہو گیا ۔اس نے399ھ/ 1009ءمیں خلیفہ ہشام المؤید باللہ کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اسے برائے نام خلافت کے منصب سے بھی معزول کر دیا اور بلا شرکت غیرے اندلس کا فرمانروا بن بیٹھا۔ البتہ اسےمختصرعرصہ بعدہی اقتدار سے محروم ہونا پڑااورخلیفہ ہشام المؤید باللہ 400 ھ /1010ء مس دوبارہ تختِ خلافت پرمتمکن ہو گیا۔ علامہ ابن حزم کے والد ،احمد بن سعید دولت عامریہ مس حاجب المنصور اوراس کے بعد اس کے صاحبزادے حاجب المظفر کےبھی398ھ/ 1008ءتک معتمد وزیر تھے-398 ھ/ 1008ء میں جب فسادات وحوادث کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوگیا اور قرطبہ بالخصوص ان حوادث کی آماج گاہ بنا تواحمد بن سعید نےسیاست سے کنارہ کش ہونے میں عافیت جانی۔ (جذوۃ المقتبس فی ذکر ولاۃ الاندلس ، ص17، 78، 79؛ ابن حزم حیاتہ وعصرہ ، ص37 ؛ طوق الحمامۃ ، ص251، 252)

[9]امام ابو سلیمان داود بن علی بن خلف ظاہری (201-270ھ/816-883ء) کا تعلق اصفہان کے علاقہ سے تھا ۔ ان کے اساتذۂ تفسیر و حدیث میں امام اسحاق بن راہویہ زیادہ معروف ہیں۔ داود بن علی نے فقہ شافعی کو اختیارکرنے کے بعد چھوڑ دیا اور ایک نئے مسلک ''مسلکِ ظاہری'' کی بنیاد رکھی۔ ان کےنزدیک قرآن و سنت کے ظاہر ی الفاظ سے استناد کیا جاتا ہے اور قیاس کو ماخذ شریعت نہیں سمجھا جاتا۔ اسی بناء پر انہیں ظاہری بھی کہا جاتا ہے۔ ان کا انتقال 270ھ/883ء میں بغداد میں ہوا (سمعانی، عبدالکریم بن محمد، ابوسعد، (م۵۶۲ھ/۱۱۶۷ء)، الانساب للسمعانی، ۱۳۰/۹، ۱۲۹، تحقیق: عبدالرحمن بن یعلی یمانی، مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد، انڈیا، طبع اول، ۱۹۶۲)

[10] معجم الادباء ، 1655/4؛ ابن حزم حیاتہ و عصرہ، ص78

[11] معجم الادباء، 1655/4 ؛مراکشی، عبد الواحد بن علی، المعجب فی تلخیص اخبار المغرب من لدن فتح الاندلس الی آخر عصر الموحدین ، ص44،43، تحقیق ڈاکٹر صلاح الدین ہروی، المکتبۃ العصریہ، صیدا، بیروت، طبع اول،2006ء؛ ابن حزم حیاتہ وعصرہ ، ص262

[12] طوق الحمامۃ ، ص262 ، 261؛ابن حزم حیاتہ وعصرہ ، 41-38؛معجم الادباء، 1651/4 ؛ الکامل فی التاریخ ، 621/7

[13] ای لیوی پرووِنکل، (E. Levi-Provincal)، اُردو دائرۂ معارف اسلامیہ، ۳۴۴/۳ (بذیل مادہ "الاندلس")

[14]طبقات الامم، ص76

[15] ابن بشکوال، خلف بن ملک، ابو القاسم (م578ھ/1183ء) الصلۃ فی تاریخ ائمۃ الاندلس، ص605، تحقیق: ابراہیم ابیاری، دار الکتاب المصری، قاہرہ، مصر، طبع اول، 1989ء

[16] لسان العرب، ۳۹۳/۳

[17] الموسوعۃ المیسرۃ فی الأدیان والمذاہب والاحزاب المعاصرۃ، مراجعۃ: ڈاکٹر مانع بن حماد جہنی، ۳۹۵/۱، دار الندوۃ العالمیۃ، مصر، طبع چہارم، ۱۴۲۰ھ

[18] The New Encyclopaedia Britannica (Micropaedia), Article Authored by: The Editors of Encyclopaedia Britannica, (S.V.: Judaism), Vol.6, P.638

[19] فرقۂ سامریہ (Samaritans)کے تمام پیروکاریہودی النسل نہیں ہیں بلکہ ان میں سے کچھ افراد یہودی آباؤ اجداد اور کچھ ایسے غیریہودی آباؤ اجداد کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں کہ جنہوں نے بعد میں یہودیت کو بطور مذہب اختیار کیا۔ اس فرقہ کا وجودموجودہ زمانے میں بھی ہے ، اگرچہ ان کی تعداد چند سو افراد تک محدود ہے۔ ان حضرت کو سامریہ نام دینے کی وجہ ان کی سامرہ/سماریہ(Smaria)نامی علاقے کی طرف نسبت ہے ۔ اصل عبارت حسب ذیل ہے:

"**Samaritans: Inhabitants of Samaria of mixed Jewish and non-Jewish descent ... a tiny community of a few hundred still survives**"

(Joan Comay, Who's Who in Jewish History after the Period of the Old Testament, Routledge publishers, London & New York, 1955, P.ix)

[20]ابن حزم، ابو محمد ، علی بن احمد، الفصل فی الملل والا ہواء والنحل،تحقیق محمد ابراہیم نصر، عبدالرحمان عمیرہ، دارالجیل، بیروت،۱۴۰۵ ھ ، ۱ /۱۴۷، ۱۴۸

[21] ایضاً، ۱ /202

[22]یہودی مصادر کے مطابق ا س فرقے کا عبرانی نام "Zedukim"ہے اور یہ فرقہ دوسرے Temple Period میں ۲۰۰ق م میں وجود میں آیا۔ یہ فرقہ اپنے زمانے کی سیاسی، مذہبی ، معاشی اور معاشرتی زندگی میں بہت دخیل رہا ہے ۔ چنانچہ اس معاشرے کے امراء و نیز مذہبی و سیاسی سیادت و قیادت اسی فرقے سے تعلق رکھتی تھی۔ اس فرقے کا بانی صدوق (Zadok) حضرت داؤدؑ اور ان کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت سلیمانؑ کے ادوار حکومت میں اہم مذہبی منصب کا مالک تھا۔ اس فرقے کے اہم مذہبی عقائد میں جسمانی حشرونشر، روح کی ابدیت اور فرشتوں کے وجود کا انکار شامل ہے ۔ نیز تقدیر کے معاملے میں یہ فرقہ انسان کو اپنے تمام اعمال میں بالکلیہ خود مختار اور خدائی دسترس سے خارج قرار دیتا ہے ۔ اس فرقے کا وجود ۷۰ عیسوی میں ہیکل سلیمانی کی تباہی کے ساتھ ہی معدوم ہوگیا۔

(Encyclopaedia Judaica, Article authored by: Menahem Mansoor, Vol.14 , Pp. 620-622, (S.V.: Sadducees), Keter Publishing House Jerusalem Limited, Jerusalem, Israel, 4th Edition, 1978 AD)

[23] الفصل فی الملل والا ہواء والنحل، ۱۴۸/۱

[24] محقق کے زیر مطالعہ "الفصل فی الملل والا ہواء والنحل "کے نسخہ میں فرقۂ عنانیہ کا ایک نام ''القرابین والمین'' ،جبکہ"الفصل فی الملل والا ہواء والنحل "کے ہی ایک دوسرے نسخہ میں ''القرابین والمین'' کی بجائے ''العراس والمسر'' کے الفاظ موجود ہیں۔ (الفصل فی الملل والا ہواء والنحل، ۱/۸۶، مکتبہ الخانجی ، قاہرہ، مصر، س ن ) یہودی فرقہ عنانیہ کا ایک اور معروف نام ''قرا ءون'' یا ''قراء ین'' ہے [یہ اصطلاح غالباً عبرانی الاصل ہے اور] یہ ''قراءۃ'' کے لفظ کی طرف منسوب ہے، جو کتاب یا مکتوب کے معنیٰ میں مستعمل ہے۔ مذہبِ یہودیت کے پیروکار قراءۃ سے مراد اسفار عہد نامہ قدیم یعنی تورات مراد لیتے ہیں،لہٰذا اس اصطلاح کا معنی ''محض تورات پر عمل پیرا ہونے والے افراد'' ہے۔ اس فرقے کو قراءین کے نام سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک تورات کے محض مکتوبہ احکامات قابل عمل ہیں اور دیگر یہود کے برخلاف یہ علماءِ یہود کی جانب سے کی گئی زبانی تشریحاتِ کتب مقدسہ مثلاً مشنا وغیرہ کو مذہبی تقدس کا حامل نہیں گردانتے۔ (محمد ضیاء الدین اعظمی، ڈاکٹر، دراسات فی الیہودیۃ والنصرانیۃ و ادیان الھند،ص 225،226، مکتبۃ الرشد، ریاض، سعودی عرب، طبع دوم، 2003ء)

[25] الفصل فی الملل والا ہوا ء والنحل ، ۱۴۸/۱

[26] یہودِ ربانیہ یہود کا سب سے بڑا فرقہ ہیں۔ قرآن پاک میں دو مقامات یعنی سورہ مائدہ کی دو آیات میں ان کا ذکر ''ربانیون'' کے الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اس اصطلاح کی لغوی تشریح درج ذیل ہے:

**"قال سیبویہ: الربانی منسوب الی الرب بمعنی کونہ عالماً بہ مواظبا علی طاعتہ، وزیادۃ الألف والنون فیہ للدلالۃ علی کمال ھذہ الصفۃ، وقال المبرد: الربانیون أرباب العلم، واحدھم ربان وھو الذی یربّی العلم ویربّی النّاس أي یعلّمھم و ینصحھم، والألف والنون للمبالغۃ، فعلی قول سیبویہ: الربانی منسوب الی الرب علی معنی التخصیص بمعرفۃ الرب و طاعتہ، وعلی قول المبرد مأخوذ من التربیۃ... وقال ابوعبیدۃ: أحسب أن ھذہ الکلمۃ لیست عربیۃ، انما ھي عبرانیۃ أو سریانیۃ"** (الخازن، علی بن محمد، ابوالحسن، (م۷۴۱ھ/۱۳۴۱ء)، لباب التاویل فی معانی التنزیل (المعروف تفسیر خازن)، تحقیق: محمد علی شاہین، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طبع اول، ۱۴۱۵ھ)

مذکورہ بالا عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ امام سیبویہ اور امام مبرد کے نزدیک ربانی جو کہ ربانیون کا مفرد ہے، دراصل عربی لفظ ہے لیکن اس کے ماخذ اشتقاق میں دونوں کی رائے مختلف ہے۔ امام سیبویہ کے نزدیک یہ اصطلاح، رب کے لفظ کی طرف منسوب ہے۔ یعنی ربانی اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ جومعرفتِ الٰہی کا حامل ہو اور اطاعتِ خداوندی میں اپنی زندگی گزارتا ہو۔ اس تاویل کے مطابق ربانی کے آخر میں الف نون کا اضافہ اس صیغہ کے حامل کے معرفتِ الٰہی اور اطاعت خداوندی میں کمال کے درجے کو پہنچنے پر دلالت کرتا ہے۔

امام مبرّد کے نزدیک یہ اصطلاح جمع ہے، جس کا مفرد ''ربّان'' ہے۔ اس کا ماخذ اشتقاق "تربیت"ہے۔ لہٰذا ربّان وہ شخص ہے کہ جس کی زندگی کا منشا عوام الناس کی تعلیم و تربیت اور وعظ و نصیحت ہو۔ ان کے نزدیک بھی اس لفظ کے آخر میں موجود الف اور نون مبالغہ کیلئے ہیں۔ امام ابوعبیدہ کے نزدیک یہ لفظ عربی کی بجائے عبرانی یا سریانی الاصل ہے، جسے بعد ازاں عربی زبان میں استعمال کیا جانے لگا۔

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات بخوبی جانی جا سکتی ہے کہ ربانیون کی اصطلاح ان یہودی علماء کیلئے مختص تھی کہ جو یہودی علمِ دین کی خدمت اور عوام الناس کی تربیت میں اپنا وقت صرف کرتے تھے۔

[27] الفصل فی الملل والا ہواء والنحل ، ۱۴۸/۱

[28] فرقۂ عیسویہ دوسرے ہیکل سلیمانی کی تباہی کے بعد وجود میں آیا - ( Encyclopaedia Judaica, Article authored by: Zvi Avneri (S.V: Abu Isa), Vol.2, P.183)

نیز فرقۂ عیسویہ اور فرقۂ یوذ عانیہ یہودیوں کے ایک بڑے فرقے ربانیہ میں ضم ہوکر ختم ہوگئے - ( Encyclopaedia Judaica, Article authored by: Joseph Elijah Heller/Leon Nemoy, (S.V: Karaites), Vol.10, P . 764)

---

29الفصل فی الملل والاہواء والنحل، ١٤٩/١

30 ایضاً، ١/٣٤، ٦٣، ٢٠٢

31 الفصل فی الملل والا ہو اء والنحل ،١ /37

32 وفیات الاعیان، 328/3

33الفصل فی الملل والاہواء والنحل، 225/١

34 ابن حزم اندلسی، الرد علی ابن النغریلۃ الیہودی، تحقیق: ڈاکٹر احسان عباس، مکتبہ دار العروبہ، مصر، ١٩٦٠ء

35 Encyclopaedia Judaica, Keter Publishing House Jerusalem Limited, Jerusalem, Israel, 4th Edition, 1978 AD